

## شاعر۔ فراق گورد کو پوری

شعر 1۔ رسم ابھی گرجہ، رسم و راہ نہیں  
اب وہ پہلی، تری نگاہ نہیں

تشریح:۔ فراق ایک عہد ساز شاعر اور نقاد تھے۔ دراصل وہی شاعری امر ہوتی ہے جس میں زیادہ تر ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو عام لوگ بھی بولتے اور جانتے ہوں اور یہی فراق کے کلا کی نمایاں خوبی ہے۔  
اس شعر میں شاعر اپنی دی کیفیات کا اظہار نہایت سادگی سے کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگرچہ وہ روز محبوب سے ملاقات کرتا ہے لیکن جس انداز سے وہ ہمیشہ ملتا تھا۔ دیکھتے ہی اس کا ملنا خلوص سے بھر پور ہوتا ہے۔ ہر اب میری ذات کے لیے پہلی سی محبت اور جذبہ نظر نہیں آتا۔  
یعنی اب محبوب کا ملنا رسمی ملاقات محسوس ہوتا ہے۔ ان ملاقاتوں میں وہ پہلے جیسی گرم جوشی نہیں۔ ایسا لگتا ہے محبوب رسم کی محبت نبھا رہا ہے تاکہ بے وفائی نہ کہلائے حالانکہ اس کے دل میں میرے لیے محبت بانٹ کر نہیں دے سارا۔  
اشارے اسی بات کے ہیں کہ محبوب بے وفائی کے دل میں میرے لیے کوئی چاہ نہیں۔ شاعر کو محبوب کی یہ بے رخی ناپسند ہے یہ خوف اُسے کھائے جا رہا ہے کہ نہیں محبوب اُس سے جدا نہ ہو جائے کیونکہ اب اُس کی آنکھوں میں پہلے والی محبت کے آثار نظر نہیں آتے۔  
نظر انداز کیے جانے پر حیرت سی  
کرتھیلے ترکے تعلق تو شکایت کیسی

شعر 2۔

غم بھی ہے، جزو زندگی، لیکن  
زندگی، اشک اور آہ نہیں

تشریح:۔

شاعر کہتا ہے کہ جن لوگوں پر زندگی آزمائش اور دکھوں کے لاتعداد پہاڑ ٹوھاتی ہے وہ لوگ ہمیشہ کے لیے اُداس اور غم زدہ ہو جاتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ بات تمام انسان سمجھیں کہ غم زندگی نہیں بلکہ زندگی کا ایک جزو یعنی حقہ ہیں۔  
غم زندگی میں اتنے اہم نہیں ہوتے کہ انہیں ہی زندگی سمجھ کر پوری زندگی غموں کے سہارے گزار دی جائے۔ ہر شخص کی زندگی

میں غم بھی ہونے ہیں اور خوشی کے لمحات بھی۔ اس دنیا میں جہاں ہمیں بے پناہ خوشیاں نصیب ہوتی ہیں وہاں غموں سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اصل حقیقت زندگی کی یہ ہے کہ انسان کو ہر لمحہ رہنا چاہیے۔ حوصلے کا دامن یا تو سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ زندگی میں دکھوں کا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ سکین دل میں غموں کو بھا کر روتے پھرتے زندگی بسر کرنا حکمتی ہے۔ ہمیں غموں کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیے۔ ان کے سامنے ہتھیار نہیں اٹھانا چاہیے۔

سے وقت اچھا بھی آئے گا نا ہر  
غم نہ کر زندگی بڑی ہے ابھی

شعر 3۔

سے موت بھی زندگی میں ڈوب گئی (صنعت تضاد موت زندگی)  
یہ وہ دریا ہے جس کی ثقاہتیں تبتیہ زندگی دریا

تشریح :-

اس شعر میں شاعر نے صنعت تضاد موت اور زندگی کا بہترین استعمال کیا ہے۔ شاعر اس شعر میں زندگی کو دریا سے تبتیہ دے رہا ہے کہ زندگی کو گہرائی میں جا کر کوئی نہیں سمجھ سکا کہ زندگی اس قدر گہری ہے کہ موت بھی اس میں فراوانی ہو جاتی ہے حالانکہ زندگی کی حقیقت کے سامنے موت بھی اس کے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ یہ شعر فراق کی گہری سوچ اور فکر کی عمدہ مثال ہے کہ شاعر زندگی کے ان حقائق کو بھی جاننا ہے جن تک عام آدمی کی پہنچ ممکن نہیں۔

در اصل اس شعر کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک موت کا تصور سب سے زیادہ خوفناک ہے۔ جینے کی خواہش انسان میں بہت شدید ہوتی ہے۔ لیکن شاعر کا کہنا ہے کہ زندگی میں بعض اوقات ایسے مقام آتے ہیں کہ انسان بے انتہا غمگین ہو جاتا ہے کہ موت کا غم بھی اس کے سامنے بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ شاعر ایسے جینے سے مرنے کو بہتر سمجھتا ہے۔ وہ جینے کے کرب کو موت کے کرب سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔

سے موت کا بھی علاج ہو شاید  
زندگی کا کوئی علاج نہیں

فراق



شعر ۴۔ یہ دنیاء عمل کی، جولاں گماہ  
مے کدہ اور خانقاہ نہیں

تشریح :-

اس شعر میں فراق نے انسانی تخلیق کا مقصد آسان ترین الفاظ میں بیان کیا ہے کہ یہ دنیا عمل کا میدان ہے۔ یہاں ہی آخرت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر انسان نے زندہ رہنا ہے اور اُسے معاشرے میں کوئی بلند مقام حاصل کرنا ہے تو اُسے مسلسل جدوجہد کرنی ہے۔ عمل کی جگہ ہے۔ کوئی شراب خانہ نہیں کہ جہاں انسان بے خود ہو کر بیٹھ جائے۔  
بقول اقبال :-

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکِ اپنی فطرت میں نہ لوری ہے نہ ناری ہے

یہ دنیا عمل مسلسل ہے۔ کوئی بھی انعام یا اجر یا جزا عمل کے بغیر نہیں ملتا۔ راحت اور سہولت کو شمش کسے سے حاصل ہوتی ہے۔ مہ کدہ اور خانقاہ دونوں زندگی میں بھود (بھڑنا) کے استعارے ہیں۔ اگر کوئی مے کدہ نہیں ہے تو کوئی خانقاہ بھی نہیں جہاں انسان بیٹھ کر اللہ اللہ کرتا رہے اور دنیا ترک کر دے۔ اسلام نے ترک دنیا سے منع فرمایا ہے۔ بنی نے فرمایا "رزقِ حلال عین عبادت ہے"۔  
اس دنیا میں رہ کر اپنے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اللہ کو بھی یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔  
یعنی زندگی نہ ہی صرف غیاثی کرنے کا نام ہے یا پھر صرف عبادت کا بلکہ زندگی عمل اور عبادت کو ساتھ لے کر چلنے کا نام ہے۔  
شعر :-

مے کوئی سمجھے، تو ایک بات کہوں  
عشق توفیق ہے، گناہ نہیں

تشریح :-

اس شعر میں فراق نے عشق کی حقیقت بیان کی ہے شاعر نے عشق کو اللہ کی توفیق قرار دیا ہے۔ بقول شاعر عشق حقیقی ہو یا مجازی، دونوں ہی انسان کو زندگی کی حقیقت سے روشناس کروانے ہیں۔ جس نے عشق کا راستہ چنا اُس نے زندگی کی حقیقت کو پایا۔

تشریح

عشق مجازی میں بھی اگر خلوص ہو تو وہ بھی انسان کو عشق حقیقی کی طرف لے کر جائے گا۔ عشق خدا سے ہو یا انسان سے، اگر سچا ہو تو انسان تاریخ میں اس پر ہو جاتا ہے ہمیشہ کی زندگی یا بقا ہے۔ میر وہ میان محمد بخش ہو، بابا بلوچے شاہ سچل سرمست ہو یا توٹی اور دنیا اُسے جھوٹی نہیں۔ تاریخ کے صفحات میں اُس کا نام سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے۔

اصل میں شاعر نے زندگی حبیب کے لیے عشق کو لازمی قرار دیا ہے لیکن سائق ہی یہ شرط بھی ہے کہ دیکھیں کون عشق کے راستے پر چلتا ہے۔ عشق میں طلب ہی طلب اور فنا ہی فنا ہے ملے گا تو صرف اُسے جسے اللہ تو ذیق دے گا بات صرف سمجھنے کی ہے۔ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں عشق پر اعمال کی بنیاد رکھو

شعر کا

سے رات میں، رنگ بے وہی، لیکن تشبیہ رات کے رنگ کی وہ خم گیسوئے سیاہ نہیں سیاہی سے محبوب تشبیہ

اس شعر میں شاعر نے محبوب کی زلفوں کو رات کی سیاہی سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں مان لیتا ہوں کہ رات کا رنگ بھی میرے محبوب کی زلفوں کی طرح کا لایا ہے لیکن میرے محبوب کی زلفوں کا رنگ رات کی تاریکی سے زیادہ گہرا ہے۔ میرے محبوب کی زلفوں کے سامنے سیاہ رات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ میرے محبوب کی زلفوں کی طرح سیاہ رات بھی تہی ہے۔ لیکن ایک بات میں میرے محبوب کی زلفوں کو برتری حاصل ہے کہ رات کی سیاہی میں خم نہیں ہوتے یعنی بل یا مڑے ہوئے نہیں ہوتے۔ میرے محبوب کی زلفوں کا بل قابل دید ہے اور اُس نے اُس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ہم ہوتے خم ہوتے کہ مٹر ہوئے اُس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

اس شعر کا کمال یہ ہے کہ شاعر نے بالوں کے خم / بل سے رات کی سیاہی کا جو مقابلہ سادہ ترین الفاظ میں کیا ہے یعنی اُس کی مراد یہ ہے کہ رات کی قسمت میں ایسا حسن ہی نہیں کہ وہ میرے محبوب کی زلفوں کی طرح گہرا ہے۔



شعر 7۔ سہ مرتبہ دیکھو، خاکِ اِشنان کا  
یہ مقاماتِ مہر و ماہ نہیں  
صفت تضاد  
سورج چلند

تشریح :- فراق نے نظمیں، نثریں اور رباعیاں لکھی ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنایا اور اس مٹی کے پتے میں روح بھونک کر اُسے اشرف المخلوقات بنادیا اور اُسے کائنات کی ساری مخلوق پر فوقیت دی اس کا مرتبہ جن و انس، چاند سورج سے بلند ہے۔ اگر انسان اپنی عظمت کو سمجھے اور اپنے کردار کی حفاظت کرے تو اُس کا مقام فرشتوں سے بھی افضل ہو سکتا ہے۔ اللہ نے انسان کو جتنی عقل اور قوت عطا کی ہے اُس سے وہ سورج، چاند ستاروں کو تسخیر کر چکا ہے۔ اگر انسان اس قدر بلند مرتبہ کا حامل ہے تو پھر اُس کی ذمہ داریاں بھی سب سے زیادہ ہیں۔ اس چیز کو مد نظر رکھنے ہوئے ایک شاعر نے کیا خوبصورت بات بھی کہی ہے۔

سہ فرشتوں سے بہتر ہے انسان ہونا  
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ  
شاعر کہتا ہے کہ انسان کو عاجز ہونا چاہیے دنیا کو ہر اُمں اور خوبصورت بنانا چاہیے ایک دوسرے سے کام آنا چاہیے۔ وسائل کی تقسیم میں برابری رکھے کیونکہ بہترین انسان وہی ہے جسے خدا کے بندوں سے پیار ہے۔

شعر 8۔  
یہ مساواتِ عشق دیکھو فراق  
فرق - امتیاز گدا و شہادہ نہیں  
فقیہ بادشاہ

تشریح :- عشق وفا کی دوسری شکل ہے۔ یہ ایک ایسی سچائی ہے جسے امیر غریب، بادشاہ فقیر کوئی بھی اپنا سکتا ہے۔ اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ عشق میں سب برابر ہیں

بقول شاعر  
سہ قیس ہو کوہ کن ہو کہ حالی  
ما شقی کچھ کسی کی ذات نہیں

فراق کہتے ہیں کہ عشق کی حقیقت یہ ہے کہ عشق میں کسی کا خاندان یا حسب نسب نہیں دیکھا جاتا، عشق میں ذات پات نہیں دیکھی جاتی بلکہ عشق کی عمارت خلوص، جذبہ اور وفا پر قائم ہوتی ہے

جو کسی کی میراث نہیں یہ تینفریں کسی بھی انسان میں ہو سکتی ہیں۔  
عشق میں صرف وفاداری کا سکہ چلتا ہے یہاں گھوٹے سکتے کا کوئی  
مقاہ نہیں۔ جھوٹ، ریاکاری کی گنجائش نہیں۔ سچ، صبر، شکر،  
برداشت کرنے والے ہی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔